سوانح حیات قطب الارشاد والتکوین

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہٗ

چراغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

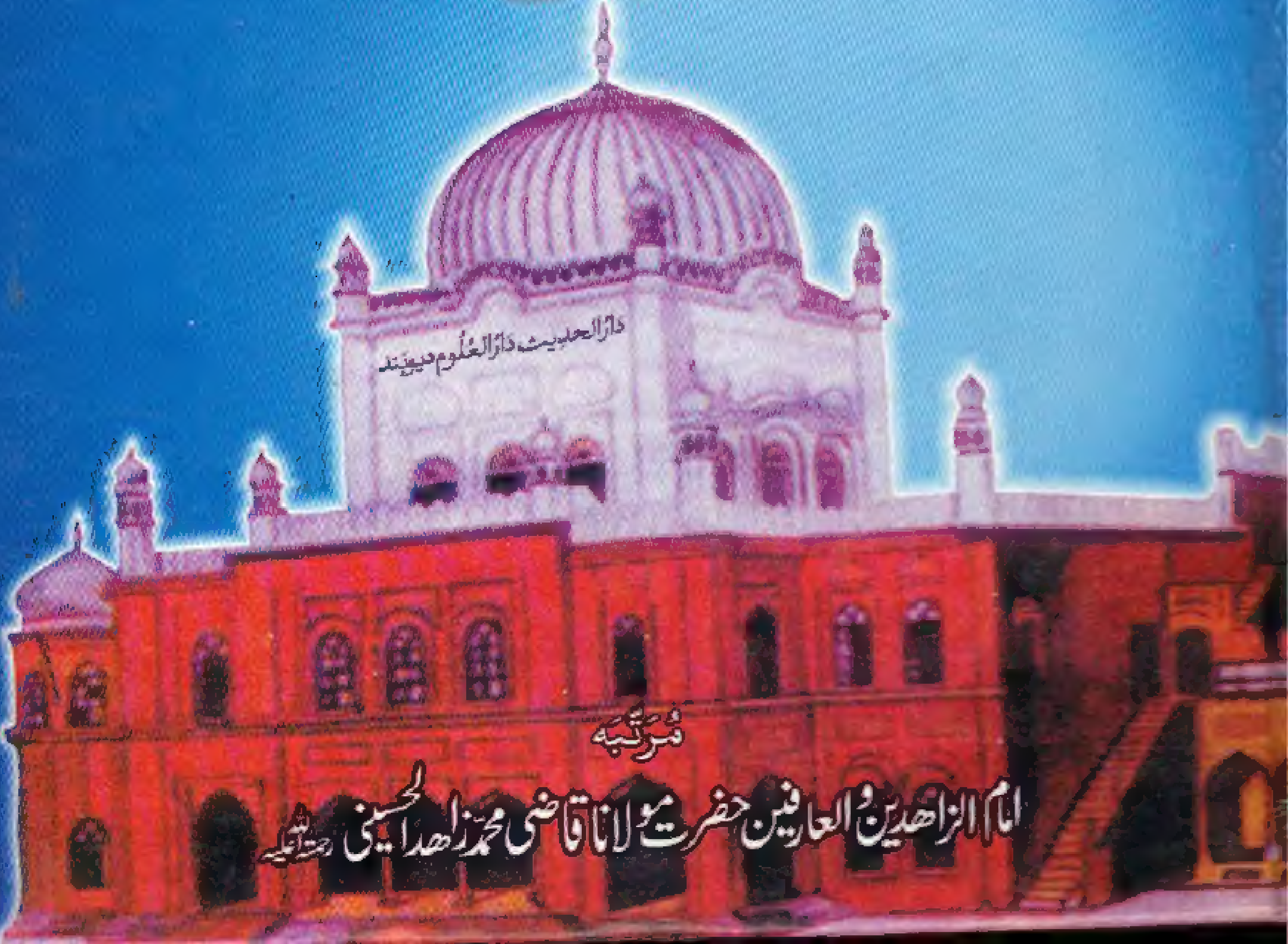

مُرتّبہ

امام الزاہدین و العارفین حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو سارے راستے میں قیدی ہی کی حیثیت سے لایا گیا اور بمبئی آنے کے بعد بتایا گیا کہ اب تم لوگ آزاد ہو۔ تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء خصوصاً حضرت مدنیؒ نے اسلامی خلافت کے تحفظ، وحدت اسلامی اور خود برصغیر کی آزادی کے لیے جو بے نظیر قربانیاں دی ہیں تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے بظاہر بے سروسامانی کے ساتھ جو عظیم منصوبہ بنایا تھا ایسا منصوبہ بڑی سے بڑی حکومت بھی نہیں بنا سکتی، اور وہ منصوبہ اس قدر مضبوط گرفت والا تھا اور چند ایسے مخلص جاں نثار اس کو چلانے والے تھے کہ اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو برصغیر کی آزادی کے علاوہ آج ممالکِ اسلامیہ باہم دست و گریباں نہ ہوتے اور نہ ہی یہود و نصاریٰ کو ان ممالک کی سرپرستی کا اعزاز ملتا، مگر مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔

اس قافلہ حریت کے سپہ سالار حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کے بارہ میں اس وقت کے ترک گورنر جمال پاشا کے یہ کلمات تاریخ عالم میں سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں کہ:

"شیخ الہندؒ کی مٹھی بھر ہڈیوں اور مختصر سے جثے میں کیا کرامت رکھی ہوئی تھی کہ اس نے پوری دنیائے اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔" (مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۳۱۷)

امیر امان اللہ خان نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر آپ کو قافلہ حریت کا قائد تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا تھا:

"مولانا محمود الحسن یک کار را شروع کردند من او را پورا می کنم	حضرت مولانا محمود الحسنؒ نے ایک کام شروع فرمایا تھا، میں اس کو پورا کروں گا۔"

یہ تو مجدد اعظم حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے جان نثار خدام کے اس جہاد کی مختصر مگر جامع کارروائی اور سرگذشت ہے، مگر شریف حسین کا کیا حشر ہوا؟ اس کی تفصیل کے لیے تو ایک مستقل ضخیم کتاب درکار ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ اس کا اور اس کی اولاد کا حشر درج کیا جاتا ہے:

"شریف حسین نے دنیاوی لالچ میں آکر انگریزوں کا ساتھ دیا اور اسلامی ترکی حکومت کو جو کہ اس کے آباؤ اجداد اور اولاد اور خاندان کی ولی نعمت بھی تھی کفرانِ نعمت کر کے برباد کر دیا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

با بداں یار شد شریف حسین — خاندانِ شرافتش گم شد

گویا یہ سعدی شیرازیؒ کی اس تاریخی حقیقت کا عکس تھا:

سگِ اصحابِ کہف روزے چند — پئے نیکاں گرفت و مردم شد

چنانچہ بہت ہی تھوڑے زمانہ کے بعد شرافت کا عہدہ اور امتیاز تمام مکہ معظمہ اور حجاز بلکہ عرب سے ہٹا دیا گیا، شریف حسین کو اُس کے آقاؤں نے ہی نظر بند کر کے جزیرہ سائپرس (قبرص) میں پہنچا دیا اور وہ اسی طرح وہاں بے چارگی کی حالت میں مرگیا، آخرت کی خبر خدا جانے۔ اس کے لڑکے شریف عبداللہ کو شرق اُردن کی بے برگ و بے گیاہ وادی کا چھوٹا سا ٹکڑہ اور شریف فیصل کو ماسوپوٹامیا (عراق) کا برباد شدہ اور غیر آباد صوبہ دے دیا، اور پھر جو اس کے قتل وغیرہ کے واقعات پیش آئے اُن کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں۔ شریف کے ساتھ غدر کرنے والے سوریا اور فلسطین کے عرب باشندوں کا جو حشر فرانس اور اسرائیلی یہودیوں کے ہاتھوں سے کرایا گیا وہ تاریخ کے سیاہ اوراق اور عربوں کے زخمی اور گہرے گھاؤ والے دلوں سے پوچھئے جن پر یورپ کی تیر اندازی آج تک ختم ہونے میں نہیں آتی اور آئے دن قیامت پر قیامت ٹوٹتی رہتی ہے، اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَاد ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

ترک تو اپنے مقامات پر مستقل اور قابض اور حاکم رہے مگر عربوں کی پریشانیاں ختم ہونے میں نہیں آتیں، کہاں عربوں کی مستقل جمہوریت اور تمام عربی بولنے والوں کا صوبائی وفاق اور شریف حسین کی سب پر صدارت، جمہوریت جس کا سبز باغ بلکہ خوش آئند خواب برطانوی ذمہ داروں نے دکھلایا تھا اور کہاں یہ تفرق اور یہودیوں کا یہ تسلط اور ظلم و جبر اور عربوں کے لاکھوں نفوس کی جلاوطنی یہ قدرت کے عجوبات میں سے نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ“ (نقش حیات جلد ۲ ص ۲۴۶)

اس کی مختصر سی کیفیت عالم اسلامی کے معروف مؤرخ حضرت علامہ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

”اسی سلسلہ کا ایک اہم حصہ شریف مکہ (شریف حسین) کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرنا اور ان کو خلافت کے منصب پر فائز کرنے کا وعدہ تھا۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو برطانیہ کے نمائندے اور مصر کے امور کے ذمہ دار لارڈ کچنر نے شریف حسین کے صاحبزادہ شاہ عبداللہ اور دوسرے با اثر لوگوں کے ذریعہ اتحادیوں کا ساتھ دینے اور خلیفہ عثمانی کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا اور اُن کو منصب خلافت پر فائز ہونے اور حجاز کا مطلق العنان حاکم بننے کے سبز باغ دکھا کر اور مؤکد وعدوں اور تحریری دستاویزوں کے ذریعہ اس اقدام پر آمادہ کر لیا جو مسلمانوں کی پچھلی تاریخ میں عرصۂ دراز تک ایک بدنما داغ اور ایک شرمناک واقعہ کے طور پر ذکر کیا جاتا رہے گا۔ ۱۴ اگست ۱۹۱۵ء سے ۱۸ فروری ۱۹۱۶ء

تک حکومتِ برطانیہ کے مؤقر نمائندوں اور شریفِ مکہ کے درمیان خطوط اور رسائل کا تبادلہ ہوتا رہا اور ان کو یقین دلایا جاتا رہا کہ اُن کو اس اقدام کا پورا صلہ اور انعام ملے گا۔ لیکن جنگِ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں جب روزِ روشن کی طرح یہ حقیقت سامنے آگئی کہ یہ سب وعدے سیاسی فریب اور نقش بر آب تھے۔ ان کے بلند حوصلہ صاحبزادہ فیصل بن حسین کو شام سے جسے انہوں نے سابقہ وعدوں کی بناء پر اپنے قبضہ میں لے لیا تھا "بیک بینی و دوگوش" نکلنا پڑا، اور فرانس نے اس ملک کا چارج لیا۔ اسی طرح لبنان پر فرانس نے اور فلسطین و بیت المقدس پر برطانیہ نے اپنا انتداب قائم کیا تو ان سب معاہدات کی قلعی کھل گئی جو برطانیہ اور شریف حسین کے درمیان ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں جب عرب پورے اخلاص کے ساتھ خلافتِ عثمانی کے بالمقابل اتحادیوں کے حلیف بن کر ترکوں سے لڑ رہے تھے، روس میں کیمونسٹ انقلاب آیا اور ۱۹۱۷ء میں کیمونسٹ حکومت قائم ہوگئی، اس وقت وہ تمام خفیہ معاہدے منظرِ عام پر آگئے جو قیصر کی حکومت کے زمانہ میں ہوئے تھے یا جس میں وہ ایک فریق تھے، انہیں معاہدات اور دستاویزوں میں سائیکس پیکو کا وہ معاہدہ تھا جو برطانیہ اور فرانس کے درمیان ۱۹۱۶ء میں ہوا تھا جس میں فریقین نے جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد مشرقِ وسطیٰ میں سلطنتِ عثمانیہ کو مردہ آدمی کے ترکہ کی طرح تقسیم کیا تھا اور اس کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔ شریف حسین کو ترکوں کے واسطہ سے جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے سر میکموہن سے اس کی حقیقت معلوم کی، انگریزوں نے اس وقت بھی یہی کہا کہ وہ اپنے قدیم وعدوں پر قائم ہیں اور وہ عربوں کی آزادی اور عربی وحدت کے اعلان کا بھی عزم کر چکے ہیں، لیکن جلد ہی اس فریب کا پردہ چاک ہوگیا اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو برطانیہ اور فرانس نے سائیکس پیکو کے معاہدہ ہی کے مطابق شام و فلسطین و عراق کو تقسیم کر لیا، جس میں شام، صوبہ بیروت، جبلِ لبنان و کیلیکیا فرانس کے حصہ میں فلسطین و عراق انگریزوں کے حصہ میں آئے، اور شریف حسین کو حجاز چھوڑ کر پہلے اپنے صاحبزادہ شاہ عبداللہ کے پاس عمان پھر قبرص میں پناہ لینی پڑی، جہاں انہوں نے غریب الوطنی اور کسمپرسی کی حالت میں ۱۹۳۱ء میں جان دی۔

عرب فاضل محمد جمیل بیہم اپنے فاضلانہ مقالہ "انتفاضات العرب القومیۃ" شائع شدہ "مجلۃ اللغۃ العربیۃ" دمشق (ستمبر ۱۹۴۲ء) میں لکھتے ہیں کہ:۔

"میں شریف حسین سے قبرص میں جو اُن کی جلاوطنی کی جگہ تھی، جب ۱۹۳۱ء میں ملا تو روئی کے ایک تھیلہ میں بندھے ہوئے اُن معاہدات کو انہوں نے مجھے دکھایا، جب میں نے اُن سے

اُن کی یادداشتوں کے ایک سلسلہ میں ترتیب دینے کی اجازت طلب کی تو اُنہوں نے کہا: اتوکلا علی برکات اللہ"[1]

راقم سطور رجب ۱۹۵۱ء میں بیت المقدس حاضر ہُوا تو مسجدِ اقصٰی کی ایک حاضری کے موقع پر ایک معتبر بزرگ سے ملاقات ہوئی جو مفتی سیدامین الحسینی صاحب مرحوم کے رفیق اور معتمد رہ چکے تھے، انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ مفتی صاحب کی ہمرکابی میں شریف حسین کی عیادت کے لیے عمان گیا، ہمیں دیکھ کر شریف مکہ نے کہا کہ مجھے بٹھادو، اُن کو بٹھادیا گیا، انہوں نے شاہ عبداللہ کو خطاب کر کے کہا۔

—— "یَا عَبْدَ اللّٰہِ! اِعْتَبِرُ، اُذْکُرُوَا تَعِظْ" (عبداللہ! عبرت حاصل کرو، ہوش کی آنکھیں کھولو، سبق لو، یہ انگریز کسی کے نہیں ہیں)

شاہ عبداللہ نے کہا کہ آرام فرمائیے، آرام فرمائیے! اور اُن کو لٹادیا۔"

وحدتِ اسلامی اور عظیم تحریک اتحاد و اخوت خلافت کو ختم کرنے کے بعد فلسطین میں مغضوب علیہم یہودیوں کو آباد کرتے ہوئے اُس وقت کے برطانوی وزیر اعظم مسٹر اٹیلی نے لنکا ہاؤس (لندن) میں فلسطین کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے عربوں پر اپنا یہ احسان جتایا کہ:-

"مجھے یقین ہے کہ آپ اس امر سے متفق ہوں گے کہ اگر ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ میں برطانوی فوجیں سلطنتِ عثمانیہ کا غلبہ ختم نہ کرتیں تو عرب بہت آہستہ آہستہ قومی ترقی کرتے"

(انصاری دہلی ۱۲ / ستمبر ۱۹۴۶ء)

عربوں کی ترقی معکوس کا حال اب دُنیا نے دیکھ لیا ہے۔ (از مرتب غفرلہٗ)

ہندوستان میں حضرتِ مدنیؒ کے مشاغل

اپنے شیخ حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ آپ جب ہندوستان تشریف لائے تو یہاں کے حالات اور واقعات کا نقشہ سراسر بدل چکا تھا۔ حضرت مدنیؒ جب گرفتار ہوئے تو وطن آباد تھا، خاندان پھلا پھولا ہُوا آباد تھا۔ باپ، بھائی، بھاوجیں، اہل و عیال اور گھر بار اطمینان و عافیت سے آباد تھا، زندگی کا چمن سرسبز و شاداب تھا۔ اب ساڑھے تین برس کے بعد رہا ہوئے تو وطن لٹ چکا تھا، گھر اور خاندان اُجڑ گیا تھا اور ماں باپ اور اہل و عیال ختم ہو چکے تھے، چالیس بیالیس سال کی عمر تھی، گھر تھا نہ دَر تھا، نہ خاندان باقی رہا تھا، نہ اہل و عیال زندہ بچے تھے ؎

چھٹا اسیر تو بدلا ہُوا زمانہ تھا بہار تھی نہ چمن تھا نہ آشیانہ تھا

---

[1] مجلہ ص ۲۹۸